آپ ﷺ کا منہج تعلیم و تربیت اور عصرِ حاضر میں اسکی افادیت

The Holy Prophet (SAW) Method of Education and Training and Its Usefulness in Modern Times

*محمد راشد

**ڈاکٹر شبیر احمد

Abstract

The purpose of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) is to set a precedent for other areas of life, such as the life of the Holy Prophet (PBUH). The development of training mentioned is rooted in the life of the Prophet Prophet (PBUH) and from this point of view, studying his life is an important need of the hour. He (PBUH) was most trustworthy among the people therefore people were not hesitated by keeping their valuables to him and gave the title of "trustee" to him due to his qualities like faultless custodian, unfailing trustee. He (PBUH) was outshining in nobility, gentility, eminence and wisdom. After reading these great and blessed manners we can understand how great example was the life of Messenger of Allah enable us to follow the almighty for the mankind of all times. May Allah almighty blessed Sunnah of the beloved Messenger (PBUH)

Keywords: vision of islam, example life goals, gentility, wisdom. Preaching,

*محمد راشد، لیکچرار اسلامیات شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ بلوچستان کوئٹہ

**ڈاکٹر شبیر احمد اسسٹنٹ پروفیسر بیوٹمز کوئٹہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ورسول، فخر کائنات، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم ومربی بنا کر مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ کے فرائض منصبی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِم اِنَّكَ أَنتَ العَزِيْزُ الحَكِيْمُ﴾(۱)

ترجمہ: اۓ ہمارے رب! ان لوگوں میں خود انہیں کی قوم سے میں ایک رسول اٹھایئے جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے، ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوارے۔ بیشک آپ عزیز (مقتدر)اور حکیم (حکمت والی ذات) ہیں۔

خود آنحضرت کا فرمان ہے :

"اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً "۔ (۲)

مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے

ایک بار آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ :

"اللہ تعالیٰ نے مجھے "مُعَنِّتٌ لوگوں کو مشقت میں ڈالنے والا اور "مُتَعَنِّتٌ دوسروں کو تکلیف پہنچنے کا خواہشمند بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ "ولکن بعثنی معلماً میسراً"(۳)

مجھے لوگوں کو سہولت پہنچانے والا معلم بنا کر بھیجا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

''بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الأَخْلَاقِ ''۔(٤)

۴ یعنی: میری بعثت حسنِ اخلاق کی تکمیل و تتمیم کے لیے ہوئی ہے"۔

مثالی معلم ومربی کے اوصاف

ایک مثالی معلم ومربی کو جن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے، ان کی طرف حضرت حسینؓ کی اس روایت میں اشارہ ملتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے :

"ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر بشاشت ہوتی تھی، آپ کا سلوک ہمیشہ نرمی اور شفقت کا ہوتا، آپ کی طبیعت، گفتگو اور لب ولہجہ میں درشتی نہ تھی، آپ کی آواز بہت اونچی اور شور شرابے والی نہ ہوتی، زبان مبارک پر کوئی ایسی بات نہیں آتی جو تقاضۂ حیائ کے خلاف ہو، آپ کسی پر عیب چینی نہ فرماتے، کسی کی تعریف میں ایسے مبالغہ سے کام نہ لیتے جو انصاف واعتدال کے خلاف ہو، جو بات یا عمل پسند نہیں آتا، اس سے گریز کا پہلو اختیار کرتے، کوئی شخص امید لے کر آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے مایوس ونامراد نہ لوٹتا، کسی کی عزت وناموس کے پیچھے نہ پڑتے اور اس کے بارے میں تجسس نہ فرماتے، جس شخص نے پہلے شروع کی ہو، پہلے اسے بات پورا کرنے کا موقع دیتے،، کسی کی بات نہ کاٹتے سوائے اس کے کہ وہ کوئی غلط بات کرنے لگے تو اسے روک دیتے یا اٹھ

کھڑے، نوواردوں کی سخت گفتگو اور غیر مہذب سوال پر صبر سے کام لیتے، اپنے آپ کو عام لوگوں میں اس طرح شامل رکھتے کہ بڑائی کا اظہار نہ ہو جس بات سے لوگ ہنستے، آپ بھی ہنستے اور جس بات پر لوگوں کو تعجب ہوتا، آپ بھی تعجب فرماتے، اس نرم روی اور حسن اخلاق کے باوجود آپ کا رعب ووقار بھی اسی درجہ کا تھا۔ آپ کے رفقائے عالی مقام کا حال یہ تھا کہ جب آپ بیٹھتے تو سب کے سب گوش بر آواز ہو جاتے، ان کا سر جھکا ہوا ہوتا اور وہ ایسے پر سکون ہوتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ پھر جب آپ خاموش ہوتے تو صحابہ اپنی بات کہتے اور آپ کے سامنے آپس میں جھگڑتے نہیں، کوئی بھی شریک مجلس گفتگو کرتا تو سب لوگ خاموش ہو جاتے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا، اس کی بات توجہ سے سنتے رہتے"۔(۵)

آپ علیہ السلام جن خطوط پر اپنے رفقاء کو تعلیم دیتے اور ان کی تربیت کرتے تھے، ذیل میں ان کو زیب قرطاس کیا جاتا ہے:

1- عملی تعلیم وتربیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم وتربیت کے لیے مختلف طریقوں کا استعمال فرماتے تھے۔ تعلیم کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ کسی چیز کو عملی طور پر سمجھا جائے۔ عمل اور ایکشن کے ذریعہ جو چیز سمجھائی جاتی ہے، وہ زیادہ بہتر طور پر مخاطب کے دل ودماغ میں بیٹھ جاتی ہے۔ آپ بعض مواقع پر اس طریقہ کا بھی استعمال فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ خود راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ کھجور کی سوکھی ٹہنی دست مبارک میں تھی۔ آپ نے دیکھا کہ مسجد کی سمتِ قبلہ کی دیوار پر تھوک ہے۔ آپ نے اسے لکڑی سے کھرچ دیا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ: تم میں سے کس کو پسند ہے کہ اللہ اس کی طرف سے رخ پھیر دے؟ ہم لوگ ڈر گئے۔ آپ نے پھر یہی سوال دہرایا تو ہم سہم گئے۔ تیسری بار جب پھر آپ نے یہ بات فرمائی تو ہم نے کہا: اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کی طرف ہوتے ہیں۔ لہذا چہرے کی جانب یا دائیں جانب نہیں تھوکنا چاہیے اگر تھوکنا ضروری ہو تو بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ اگر عجلت ہو تو آپ نے کپڑے میں بلغم پھینکنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح کرلے۔ آپ نے اس کپڑے کو تہہ کر دیکھایا پھر آپ نے "عبیر" نامی ایک خوشبو طلب فرمایا۔ محلہ کا ایک نوجوان کھڑا ہوا، دوڑتا ہوا اپنے گھر گیا اور خوشبو لے کر آیا۔ آپ نے اسی لکڑی کے سرے پر خوشبو لگا کر تھوک کی جگہ پر اس کو اچھی طرح لگا دیا (۶)۔

ایک صاحب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وضو کا طریقہ دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن منگایا اور ہاتھ دھونے س لیکر پاؤں دھونے ت پورا وضو، ان کے سامنے فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا:

"فمن زاد علیٰ هذا او نقص ،فقد اساء "۔(۷)

ترجمہ: جو اس میں کمی یا زیادتی کرے، اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔

2- طالب میں جستجو کا جذبہ ولگن کا پیدا کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ آپ پہلے مخاطب کے ذہن میں ایک سوال ابھارتے تا کہ ان کے اندر جستجو پیدا ہو جائے اور پھر اس کا جواب ارشاد فرماتے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"تمہیں معلوم ہے کہ کون شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے؟ صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ پھر آپ نے پوچھا: تمہیں معلوم ہے کہ صاحبِ ایمان کہنے جانے کے لائق کون ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن وہ ہے جس سے دوسرے اہل ایمان کی جان ومال محفوظ ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ: مہاجر وہ ہے جو برائی سے دور رہے۔(۸)

3-مخاطب کے فہم وادارک کا امتحان لینا:

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا مقصد تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ مخاطب کے فہم اور اس کی ذہانت کا امتحان لینا بھی ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ کھجور کے اندر درخت کے ایک نرم حصہ ہوتا ہے جسے کھایا جاتا ہے ،وہ کسی نے لاکر خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کھاتے ہوئے فرمایا: ایک ہرا بھرا درخت ہے جس کا پتہ گرتا نہیں اور اس کی مثال مسلمان کی سی ہے، تم لوگ بتاؤ کہ یہ کونسا درخت ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ لوگ جنگل کے مختلف درختوں کو سوچنے لگے، کسی نے ایک درخت کا نام لیا، کسی نے دوسرے کا۔ میرے دل میں بات آئی کہ مسلمان کی مثال کھجور کے درخت کی ہے، لیکن مجھے کہنے کی ہمت نہیں ہوئی کیونکہ مجلس میں دس آدمی موجود تھے اور ان میں سب سے کم عمر میں ہی تھا۔ حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ بھی مجلس میں موجود تھے ،مگر وہ بھی خاموش تھے،اس لیے مجھے جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی۔ آخر صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ہی بتائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بعد میں اپنے والد حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ میرے دل میں بات آئی کہ اس سے کھجور کا درخت مراد ہے، لیکن چونکہ تمام صحابہ خاموش تھے اور آپ اور حضرت ابو بکرؓ بھی کچھ بول نہیں رہے تھے، اس لیے میں خاموش رہ گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اگر تم نے جواب دیا ہوتا تو مجھے یہ فلاں فلاں چیز کے ملنے سے بھی زیادہ محبوب ہوتا۔ (۹)

4-غیر محسوس شیء کو محسوس شیء سے سمجھانا:

تفہیم کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ غیر محسوس چیزوں کو محسوس چیزوں کی مثال سے سمجھایا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت سی چیزوں کو سمجھانے کے لیے مثالوں سے مدد لیا کرتے تھے جیسا کہ ابو داؤد میں ہے :

"جو مسلمان قرآن مجید پڑھتا ہو، اس کی مثال سنترے کی ہے جس کی بو بھی بہتر ہوتی ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور جو مسلمان قرآن نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے، لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور بے عمل قرآن پڑھنے والے کی مثال "ریحانہ" نامی پھول کی ہے جس کی خوشبو تو بہتر ہوتی، لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو بے عمل شخص قرآن نہیں پڑھتا، اس کی مثال "اندرائن" کی ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو دار بھی نہیں ہے، نیز اچھے ہمنشین کی مثال مشک والے کی ہے کہ اگر مشک نہ ملے تو کم سے کم اس کی خوشبو تو ملے گی اور برے ہمنشین کی مثال بھٹی والے کی سی ہے کہ اگر آگ سے بچ جاؤ تو دھویں سے نہیں بچ سکتے۔ (۱۰)

5-بصری وسائل کو بروئے کار لانا:

کسی چیز کو سمجھانے کے لیے بصری وسائل کی بڑی اہمیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ ضرورت ایسے ذرائع کا استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوکور خط کھینچا اور درمیان میں ایک ایسا خط کھینچا جو اس دائرہ سے باہر تک نکلا ہوا تھا۔ اور اس درمیانی خط سے متصل مختلف چھوٹے چھوٹے خط کھینچے۔ پھر فرمایا: یہ مربع خط انسان کی عمر ہے اور اس دائرہ سے باہر نکلتا ہوا "خط" اس کی خواہشات ہیں اور اس درمیانی خط سے متصل چھوٹے چھوٹے "خط" دنیا میں پیش آنے والے حوادثات ہیں کہ اگر ایک حادثہ سے بچتا ہے تو دوسرے میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اگر دوسرے سے بچ جائے تو تیسرے میں گرفتار ہو سکتا ہے اور اگر ان سب سے بچ جائے تو بوڑھاپے سے تو بہر حال بچ نہیں سکتا۔(۱۱)

6-بصری وسائل کے ساتھ سمعی وسائل کا استعمال:

بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تفہیم اور تربیت بصری و سمعی دونوں طریقوں کو ایک ساتھ استعمال فرماتے تھے، چنانچہ ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے عمارت کی طرح ہے جن کا ای حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔ یہ ارشاد فرمانے کے ساتھ ساتھ آپ نے دونوں ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال کر اشارہ فرمایا"۔ (۱۲)

7- مطلوبہ شیٔ کو دکھانا:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی شیٔ کے بارے میں کوئی حکم دیتے ہوئے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیزوں کو لوگوں کے سامنے رکھتے تا کہ لوگ پوری طرح متوجہ ہو جائیں پھر اس کے بعد اپنی بات ارشاد فرماتے۔ جیسے ایک بار آپ نے گفتگو اس طرح فرمائی کہ آپ کے بائیں ہاتھ میں ریشم اور دائیں ہاتھ میں سونا تھا۔ آپ نے اپنے دونوں اٹھائے تا کہ لوگ اچھی طرح متوجہ ہو جائیں پھر ارشاد فرمایا:

"یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں"۔ (۱۳)

8-سوالات کی حوصلہ افزائی کرنا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف سوالات کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے، بلکہ اس کی ترغیب بھی دیتے تھے، چنانچہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہالت کا علاج سوال کرنا ہے"۔(۱۴)

عام طور پر جواب کو سوال کے مطابق ہونا چاہیے نہ اس سے زیادہ اور نہ کم، لیکن کبھی کبھی تعلیم وتربیت کا تقاضا ہوتا ہے کہ جتنا دریافت کیا گیا ہے، جواب اس سے وسیع ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ طریقہ بھی اختیار فرماتے تھے۔ جیسے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ کبھی کبھی ہم لوگوں کو سمندری سفر کرنا پڑتا ہے، سمندر کا پانی پینے کا قابل نہیں ہوتا اور میٹھے پانی کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اگر اس سے وضوء کر لیا جائے تو پھر پینے کے لیے پانی نہیں بچے گا تو کیا ایسی صورت میں ہم سمندر کے پانی سے وضوئ کر سکتے ہیں؟ اس جواب میں اگر صرف اتنا کہہ دیا جاتا کہ "سمندر کا پانی پاک ہے" تو اصل سوال کا جواب ہو جاتا، لیکن آپ کی نگاہ اس سوال کے پس منظر پر تھی اور آپ نے بھانپ لیا تھا کہ یہ سوال صحابہ کرامؓ کے ذہن میں کیوں پیدا ہوا ہے؟ اور وہ یہ کہ سمندر میں کثرت سے مردار جانور بہتے رہتے ہیں، جن کا ناپاک ہونا ظاہر ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کے مردار حلال ہیں"۔(۱۵)

9-ناراض وغصہ نہ ہونا:

بعض دفعہ طلبہ کا سوال نامناسب یا بے محل ہوتا ہے، اس موقع پر اچھے استاذ کا کام یہ ہے کہ وہ ناراض ہونے کی بجائے سوال کی جہت بدل دے اور ایسے پہلو کو واضح کرے جس کے بارے میں طالب کو پوچھنا چاہیے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی طریقہ اختیار فرماتے تھے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اس کا جواب دینے سے گریز کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ اصل سوال یہ ہونا چاہیے کہ قیامت کی تیاری کیسے کروں؟ ان صاحب نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمارے پاس زیادہ نماز، روزہ اور صدقہ تو نہیں ہے، لیکن ہاں میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جس سے محبت کرتے ہو، اس کا ساتھ تمہیں نصیب ہو گا"۔ (۱۶)

10- طلبہ کو تحقیق میں شامل کرنا:

تعلیم کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ طلبہ کو عملاً کسی چیز کی تحقیق میں شامل کیا جائے۔ اس سے پڑھنے والوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور تحقیق کا جذبہ ابھرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کی تعلیم میں اس پہلو کو بھی ملحوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ روایات حدیث میں آتا ہے کہ ایک مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن عاصؓ سے فرمایا کہ تم اس کا فیصلہ کرو۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کہنے لگے کہ آپ موجود ہیں اور میں فیصلہ کروں!! آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر تم صحیح نتیجہ پر پہنچ گئے تو تمہارے لیے دس اجر ہیں، اور اگر غلطی ہو جائے، تب بھی تمہارے ایک لیے ایک اجر ہے۔(۱۷)

11-ماحول کی مناسبت سے تعلیم دینا:

تعلیم کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی واقعہ یا ماحول کی مناسبت سے طلبہ کو کوئی بات سمجھائی جائے، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بار ایک مردار چھوٹے کان والی بکری کے پاس سے گذر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس کو ایک درہم میں لینا پسند کرے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں تو یہ بالکل پسند نہیں اور ہم اس کو لے کر کریں گے بھی کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ یہ تم کو حاصل ہو جائے؟ یعنی بلا قیمت ودام لوگوں نے عرض کیا: اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی عیب دار ہوتا کیونکہ اس کے کان بہت چھوٹے ہیں۔ اب جب کہ یہ مردہ ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم کو یہ چیز جتنی معمولی معلوم ہوتی ہے، خدا کی قسم! اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ معمولی ہے"۔(۱۸)

12-عند الضرورت تکرار کو اپنانا:

ذہین طلبہ کے لیے استاذ کا ایک دفعہ کسی بات کو کہہ دینا کافی ہو جاتا ہے، لیکن بعض طلبہ کے لیے ایک سے زیادہ دفعہ مضمون کو دہرانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ سب لوگ اچھی طرح سن لیں اور سمجھ لیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بات کو ارشاد فرماتے تو تین دفعہ کہتے یہاں تک کہ اچھی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات طرح سمجھ لی جائے۔(۱۹)

13-اجمال وتفصیل کو اختیار کرنا:

تفہیم کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے بات اجمال کے ساتھ کہی جائے اور اس کی وضاحت وتفصیل کی جائے تاکہ مخاطب کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ آپ یہ طریقہ بھی اختیار فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک بار آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتا؟ صحابہ کرامؓ کے کان کھڑے ہو گئے، انہوں نے دریافت کیا: کون اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو"۔(۲۰)

14-کنایہ واشارہ کرنا:

بسااوقات تعلیم وتربیت میں کنایہ واشارہ سے مدد لینا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ طریقہ بھی اختیار فرماتے تھے ، چنانچہ بخاری میں ہے کہ اسماء بنت شکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل کے طریقہ کی بابت پوچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلی طریقہ بتائے ہوئے اخیر میں فرمایا کہ "مشک کی خوشبو روئی وغیرہ میں لگا کر اس سے صفائی ستھرائی کی جائے"۔ سوال کرنے والی خاتون نے پوچھا اس سے کیوں کر صفائی کی جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلبۂ حیاء کی وجہ سے زیادہ وضاحت نہیں فرماسکے، صرف اتناارشاد فرمایا: سبحان اللہ! پاکی حاصل کی جائے"۔(۲۱)

15-عند الضرورت درشتی وسختی کا استعمال کرنا:

استاذ کی حیثیت ایک معالج کی ہوتی ہے۔ جیسے مریض کو کبھی کڑوی دوا بھی مطلوب ہوتی ہے، ویسے ہی تعلیم میں کبھی سختی اور درشتی بھی ضروری ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت اور پیکر شفقت تھے، لیکن گاہے ناراضگی اور خفگی کا اظہار بھی موقع ومحل کے لحاظ سے فرماتے تھے، چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ :

"ہم لوگ تقدیر کے بارے میں باہم بحث کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور اتنا غصہ ہوئے کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے، کیا مجھے تمہاری طرف یہی پیغام لے کر بھیجا گیا ہے، تم میں سے پہلے کے لوگ اسی میں ہلاک ہو چکے ہیں، میں تم پر لازم قرار دیتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں جھگڑو نہیں"۔(۲۲)

خلاصہ بحث:

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں کے لیے اسوۂ ونمونہ ہے، اسی طرح جو لوگ شعبۂ تدریس وتعلیم اور تربیت سے متعلق ہیں، ان کے لیے بھی مشعل راہ ہے اور موجودہ دور میں طریقۂ تعلیم وتربیت کی جس ترقی کا ذکر کیا جاتا ہے، ان سب کی بنیادیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں موجود ہیں اور اس پہلو سے آپ کی زندگی کا مطالعہ وقت کا ایک اہم ضرورت ہے۔

☆......☆......☆

References

1. Al-Baqarah, 2: 129)

2 . Al-Qazwini, Muhammad ibn Yazid Ibn Majah, Al-Sunan, Chapter Fazl al-Ulama, and Al-Hath Ali Talab al-Ilm, Hadith No. 229

3. Al-Nishapuri, Muslim ibn Hajjaj. Al-Sahih, Kitab-e-Talaq, Chapter: That is why divorce is not allowed,Hadeth No 1478

4 . Imam Malik ibn Anas, Al-Mawta, Zayd ibn Sultan Ahl-e-Nahyan Foundation, printed in: 1425 AH,V 5,P1330

5 .Tirmidhi, Muhammad bin Isa. Al-Shammail Al-Muhammadiyah, Al-Muktab Al-Tajariyah, Makkah Mukarramah, year of publication: 1413 AH.P 290

6 . Sahih Muslim, "Kitab al-Zuhd wa al-Raqaq, Bab al-Hadith Jabir al-Taweel, Waqsa Bab al-Yasir, Hadith no. 3008.

7 . Al-Sujistani, Abu Dawud Sulaiman bin Ash'ath. Al-Sunan, Kitab al-Taharat, Bab al-Wudoo 'three times, Hadith number: 135.

8 . Imam Ahmad bin Hanbal. Al-Musnad, vol. 2, p. 206, hadith number: 6925.

9 ...... Rahmani, Khalid Saifullah, Payam Sira, Karachi: Zamzam Publishers, 2015, p.217.

10. Abu Dawud, Kitab al-Adab, Bab min Yumar in Yajlas, Hadith number: 4829.

11 . Sahih Bukhari, Kitab al-Raqaq, Bab fi Amal wa Tula, Hadith No. 6045.

12. Sahih Muslim, Kitab al-Bar wal-Salat, Bab Taraham al-Mu'minin ...... Hadith number: 2585.

13. Sunan Ibn Majah, Kitab al-Labas, Bab al-Labas al-Harir wa al-Dhahab for women, Hadith number: 3595.

14. Sunan Abu Dawud, Kitab al-Taharat, Bab fi al-Majrooh Yatimm, Hadith No. 336.

15. Sunan al-Tirmidhi, Bab al-Maja'i fi al-Bahr anh Tahoor, Hadith number: 96.

16. Sahih Bukhari, Book of Virtues of the Companions, Chapter Manaqib Umar Bin Al-Khatta, Hadith No. 3485.

17. Musnad Ahmad, on the authority of Abdullah bin Amr, vol. 2, p. 185.

18. Sahih Muslim, Kitab al-Zahdu al-Raqqa, Hadith number: 2957.

19. Sahih Bukhari, Chapter of Repeat of Hadith Three; Hadeth No: 94

20. Sahih Bukhari, Chapter Atham Min Layman Jara Boaiqa, Hadith No. 5670.

21.Sahih Bukhari, Bab Dalak Al-Marat Nafsha Aza Tathharat Min Al-Muhaidh, Waqeef Taghtsal , Hadith No. 308.

22. Sunan al-Tirmidhi, chapters of al-Qadr, chapter of violence in al-Khud fi al-Qadr, Hadith No: 2133.